REGD No P.67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۹ مارچ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۴ مارچ کی رپورٹ مظہر ہے کہ:

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال ربوہ تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت دار الامان واپس لائے۔

● محترم مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشان بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان بٹالہ ریلوے لائن کا اُٹھایا جانا غیر مناسب اور پبلک مفاد کے منافی ہے؛

سینئر ڈپٹی جنرل منیجر ریلوے کی قادیان میں تشریف آوری اور شہر کے سرکردہ افراد کی معروضات

صاحب موصوف کی طرف سے ہمدردانہ غور و فیصلہ کی یقین دہانی

گذشتہ ماہ ملکی اخبارات کے ذریعہ یہ معلوم ہوا تھا۔ اور لوک سبھا میں بھی دقفہ سوالات کے درمیان یہ معاملہ زیر بحث آیا تھا کہ محکمہ ریلوے بعض ایسی لائنوں کو توڑ دینے کا ارادہ رکھتا ہے جن سے ریلوے کو منافع نہیں ہوتا۔ ان میں بٹالہ قادیان ریلوے لائن بھی شامل ہے۔

اس ضمن میں آنریبل ریلوے منسٹر صاحب گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے میمورنڈم بھجوایا گیا تھا کہ قادیان ہولی ٹاؤن ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کا مرکز ہے اور انٹرنیشنل شہرت کا حامل ہے۔ ریلوے بند ہونے سے جہاں جنتا کو پریشانی ہوگی وہاں غیر ممالک سے آنے والے اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے قادیان آنے والے زائرین کو بھی بہت تکلیف ہوگی۔ جب حکومت اپنی شہرت اور نیک نامی کیلئے پبلسٹی پر لاکھوں روپیہ خرچ کرتی ہے تو اپنی نیک نامی اور شہرت کی خاطر بٹالہ قادیان ریلوے لائن کو بھی قائم رکھ سکتی ہے۔ اگر صحیح لائنوں پر یہ ریلوے کام کرے تو نقصان کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا جبکہ عرصہ چالیس سال سے یہ ریلوے قائم ہے۔ اس لئے اس کو وقتی طور پر خسارہ کے عذر پر بند کر دینا مناسب نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان گذشتہ ہفتہ چنڈی گڑھ اور دہلی بھی تشریف لے گئے تھے اور صوبائی و مرکزی حکومتوں کے ذمہ دار افسران سے اور محکمہ ریلوے کے افسران سے ملے تھے۔ اس موقعہ پہ یہ معاملہ بھی زیر غور آیا کہ ریلوے کا کوئی اعلیٰ افسر قادیان بھجوا کر دوبارہ حالات کا جائزہ لیا جائے۔ چنانچہ مورخہ ۱۲ مارچ کو شری ایل ڈی پینیے صاحب سینئر جنرل منیجر نادرن ریلوے نئی دہلی قادیان تشریف لائے۔ ان کی آمد پر تمام معززین نے سکھ نیشنل کالج کی عالیشان عمارت میں ان کا استقبال کیا اور تشریف آوری پر انہیں خوش آمدید کہا۔ اور احباب کا ان سے تعارف کرایا گیا۔ جب سینئر جنرل منیجر صاحب تشریف فرما ہو گئے۔ تو جناب پرنسپل صاحب سکھ نیشنل کالج نے جملہ دیگر اداروں اور سوسائیٹیوں کی طرف سے صاحب موصوف کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کرنے کا موقعہ دیا۔ سب سے پہلے سردار سنتنام سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے نے ریلوے لائن بند نہ کئے جانے کے سلسلہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اور فرمایا کہ یہ قصبہ جماعت احمدیہ کا صدر مقام ہے۔ انٹرنیشنل شہرت کا تیرتھ ہے۔ دور دراز سے لوگ یاترا کے لئے آتے ہیں۔ ریلوے نہ ہونے کی وجہ سے ان کو تکلیف ہوگی۔ اسی طرح کالج و دیگر اداروں کو شدید نقصان ہوگا۔ آپ نے بتایا کہ آمدنی میں کمی کا باعث ریلوے کے ملازم بھی ہیں۔ کیونکہ وہ لوگوں کو بغیر ٹکٹ سفر کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ اس کے بعد بٹالہ ایسوسی ایشن کے نمائندے نے اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ قادیان اور اس کے مضافات میں لیبر چونکہ سستی ہے اس لئے کوئلہ منگوانا پڑتا ہے۔ اگر ریلوے حکام ہمارے لئے یہ بندوبست کردیں کہ بٹالہ اور گورداسپور کی بجائے یہ ڈبے براہ راست قادیان آیا کریں تو خسارہ کا سوال باقی نہیں رہتا۔

ان کے بعد مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ قادیان عالم گیر شہرت کا مالک ہے اور مقدس مقامات میں سے ہے۔ تمام دنیا میں بسنے والے احمدیوں کا صدر مقام ہے غیر ممالک اور ہندوستان کی چاروں اطراف سے لوگ برکت اور زیارت کے لئے قادیان آتے ہیں۔ ریلوے کے نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو آمد و رفت کی تکلیف ہوگی۔ جہاں حکومت اپنی شہرت کے لئے پبلسٹی پر لاکھوں روپیہ خرچ کرتی ہے۔ قادیان کے مذہبی سنٹر اور عالم گیر شہرت کی وجہ سے اس کی خاص اہمیت کے پیش نظر ریلوے لائن قائم رکھنی چاہیئے۔

آڑھتی ایسوسی ایشن کی جانب سے سردار پریتم سنگھ صاحب بھاٹیہ نے بیان کیا کہ چونکہ سٹیشن پر شیڈ نہیں ہے اس لئے ٹھیکیداروں کو مال یہاں منگوانا پڑتا ہے کہ مال جلد منزل مقصود پر پہنچ جائے اگر بارشوں سے محفوظ رہنے کے لئے سٹیشن پر شیڈ بنوا دیئے جائیں تو تمام مال بارشوں سے محفوظ رہے گا۔ اور بہت زیادہ مال ریلوے کے ذریعے بھجوایا جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ ریلوے کا عملہ سنٹر رنگ میں کام کرے اور بے ٹکٹ سفر کرنے والوں سے سختی سے حاصل کریں اور بغیر ٹکٹ سفر کرنے والوں کو پکڑا جائے۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ... پریس قادیان سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ـــ مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۶۸ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم کارنامہ

"بنی نوع انسان کا تعلق خدا تعالےٰ کیساتھ پیدا کرنا"

(۱)

جس طرح ایک پرندہ اپنے گھونسلے میں بیٹھ کر، ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں پہنچ کر ہی سکون اور اطمینان پاتا ہے اسی طرح انسان فطرتی طور پر یا تو کسی کا ہو کر رہنا چاہتا ہے اور یا کسی کو اپنا کر رکھنا چاہتا ہے۔ اس کے بغیر اس کے دل کو تسلی نہیں ہوتی ـــــ اسلام اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ انسان کے دل کا اطمینان اور روح کی سچی تسکین اس وقت میسر آتی ہے جب اس کا مضبوط رشتہ اس کے خالق و مالک کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے۔

اسی فطرتی تعلق کی استواری کے لئے وقتاً فوقتاً خدا تعالیٰ کے نبی و رسول تشریف لاتے رہے۔ اور اسی عظیم مقصد کو یاد دلانے کے لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت عمل میں آئی۔

جس طرح ہر سعادت مند بچے کے دل میں اپنی ماں کے ساتھ محبت کا جوش اس کے اپنے نہاں خانہ دل میں اٹھتا ہے۔ اور وہ بے اختیار ماں کی طرف لپکتا ہے۔ اسے کسی بیرونی تحریک کی ضرورت نہیں ہوتی کہ یہ تمہاری ماں ہے تم اس سے محبت کرو ـــــ مگر عجب بات ہے کہ یہی بچہ جب بڑا ہوتا ہے اور دنیا کی رعنائیوں میں کھو جاتا ہے تو اپنے ماں باپ کے حقوق اور ان کے تعلق سے غفلت میں بھی غفلت برتنے لگتا ہے۔ ایسے وقت ضرورت پڑتی ہے کہ اس کے اس فطرتی جذبہ کو جھنجھوڑا جائے۔ اور اس کی خوابیدہ قوتوں کو بیدار کیا جائے۔ چنانچہ بسا اوقات ایسے وعظ و تلقین کا خاطر خواہ نتیجہ نکلتا ہے اور وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھ جاتا ہے۔

بالکل ایسی ہی حالت ان کے ساتھ خدا کے تعلق کی ہے۔ فطرت انسانی میں خدا کے ساتھ تعلق اور اس کی جستجو کا مادہ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی سب سے پہلی وحی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا میں نازل ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ

اپنے اس رب کا نام لے کر پڑھ جس نے کائنات تمام کو پیدا کیا اور انسان کی فطرت میں اس نے اپنی محبت کا مادہ رکھ دیا۔ گویا اس گہرے تعلق کی بنا پر آج اس کی رحمت جوش میں آئی اور بھولی دنیا کو سیدھی راہ دکھانے کے سامان کئے گئے۔

(۲) ایک اور مقام پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ

وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ۔

یعنی کائنات عالم پر نظر دوڑاؤ تم ہر جگہ اس فلسفہ حقیقت کا مشاہدہ کرو گے کہ دنیا کی کوئی چیز بھی اپنی ذات میں کامل نہیں۔ ہر چیز اپنے جوڑے کے ساتھ مل کر مکمل ہوتی ہے۔ اس لئے انسانی روح محبت الٰہی اور اس کے وصال کے لئے اندر ہی اندر تڑپتی رہتی ہے۔

(۳) اسی طرح ایک تیسرے مقام پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ

(اعراف ع ۲۲)

اس آیت کریمہ میں بتایا ہے کہ فطرت انسانی آواز دے رہی ہے اور اس بات کو پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اس کا کوئی خالق و مالک ضرور ہے۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
جس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

(۱)

پرانے وقتوں کی طرح جب اس زمانہ میں بھی دنیا اپنے مالک حقیقی کو بھول گئی اور اس سے اپنے تعلق کو بکلی منقطع کر چکی تو خدا تعالےٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے اس سرزمین قادیان سے ایک مقدس انسان کو کھڑا کیا آپ نے اپنی بعثت کی غرض بتاتے ہوئے فرمایا:۔

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں ...... اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں۔" (لیکچر لاہور ص ۴۶)

(۲)

۲- خالق و مخلوق کا یہ تعلق حقیقی طور پر قائم نہیں ہو سکتا جب تک دنیا کو اس بات کا پختہ یقین نہ دلایا جائے کہ اس کائنات کا فی الواقع کوئی خالق ہے اور وہ قادر و توانا خدا فی الواقع موجود ہے۔

چنانچہ اس بنیادی امر کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اصولی رنگ میں یوں فرماتے ہیں:۔

"اگرچہ زمین و آسمان پر غور کر کے اور ان کی ترتیب ابلغ اور محکم پر نظر ڈال کر ایک صحیح الفطرت اور سلیم العقل انسان دریافت کر سکتا ہے کہ اس کارخانہ پُر حکمت کا بنانے والا کوئی ضرور ہونا چاہیئے۔ لیکن اس فقرہ میں کہ ضرور ہونا چاہیئے اور اس فقرہ میں کہ واقعی وہ موجود ہے بہت فرق ہے۔ واقعی وجود پر اطلاع دینے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں جنہوں نے ہزارہا نشانوں اور معجزات سے دنیا پر ثابت کر دکھایا کہ وہ ذات جو مخفی در مخفی اور تمام طاقتوں کی جامع ہے درحقیقت موجود ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۷۹)

ایک اور مقام پر حضور نے فرمایا:۔

"انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کی رو سے اس کو یقین آ جائے کہ خدا ہے کیونکہ ایک بڑا حصہ دنیا کا اس راہ سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالےٰ کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں" (تریاق القلوب ص ۱۳)

اس کے ساتھ ہی ضلالت و گمراہی کے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے برملا طور پر اس امر کا اعلان فرمایا ہے

آں خدائیکہ ازو خلق جہاں بے خبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

وہ خدا جس سے مخلوق اور جگت بے خبر ہے اسی نے مجھ پر تجلی کی ہے اگر تو اہل ہے تو مجھے قبول کر۔

اسی طرح حضور فرماتے ہیں:۔

"فلاسفر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہیئے مگر میں اس سے بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا ہے" (ملفوظات جلد ۳ ص ۱۴)

ہستی باری تعالےٰ پر ذاتی شہادت پیش کرتے ہوئے حضور نے اپنی کتاب "کشتی نوح" میں فرمایا:۔

"کیا ہی بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ

(باقی صفحہ پر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی محبت کے جلوے دیکھنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم انفاق فی سبیل اللہ میں ترقی کرتے چلے جائیں

صدر انجمن احمدیہ کے موجودہ مالی سال کے بجٹ میں جو کمی ہے جماعتیں نہ صرف اسے پورا کریں بلکہ کوشش کریں کہ آمد بجٹ سے زیادہ ہو جائے

فضل عمر فاؤنڈیشن کے دوسرے سال کی وصولی میں جو کمی ہے احباب اسے پورا کرنے کی طرف توجہ کریں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۶ فروری ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد۔ تعوذ، سورۃ فاتحہ اور آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو بار بار اور

مختلف پیرایہ میں انفاق پر ابھارا ہے

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ۔ یہاں انسان کو اس طرف متوجہ کیا کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور یہ اس کی مہربانی ہے کہ وہ اپنی عطا میں سے ایک حصہ واپس مانگتا ہے اس وعدہ پر کہ وہ انفاق پر اپنی طرف سے ثواب دے گا۔ چیز اسی کی ہے لیکن جہاں بے شمار فضل اور نعمتیں اس نے اپنے بندے پر کی ہیں وہاں اس نے یہ بھی فضل کیا کہ جو دیا اس میں سے کچھ واپس مانگا اور جن لوگوں نے اس کی

آواز پر لبیک کہتے ہوئے

اس کے حضور اس کے دیئے ہوئے میں سے کچھ پیش کر دیا۔ تو اس کے بدلہ میں اس نے ثواب بھی دیا۔

اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ کہ اس حقیقت کے باوجود وہ لوگ جو ہماری نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے اور ناشکرے بن جاتے ہیں اور ہماری آواز پر لبیک نہیں کہتے اور ہمارے کہنے کے مطابق خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ حقیقتاً وہ اپنے نفسوں پر ہی ظلم کرنے والے ہیں۔ پس اس آیت میں

اس طرف بھی توجہ دلائی گئی

کہ جو کچھ تم سے مانگا جا رہا ہے وہ بھی تمہارا نہیں۔ تم گھر سے تو کچھ نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی عطا میں سے کچھ مانگ کے تمہارے لئے مزید نعمتوں کے دروازے کھولنا چاہتا ہے اگر پھر بھی ناشکر گذار بندے بنے رہو۔ تو بڑے ہی ظالم ہو۔ اپنے نفسوں پر بڑا ہی ظلم کرنے والے ہو۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کہ جس خرچ کا ہم مطالبہ کرتے ہیں۔ جان۔ مال دوسری سب چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہیں، اور وہ کہتا ہے کہ اس میں سے کچھ مجھے واپس لوٹاؤ تاکہ میرے ثواب کو حاصل کرو۔ اور یہ خرچ فی سبیل اللہ ہونا چاہیئے۔ یعنی ان راہوں پر ہونا چاہیئے جو راہیں اللہ تعالیٰ نے خود بتائی ہیں۔ بعض دفعہ خرچ کی بعض راہیں انسان کی اپنے نفس سے محبت بتاتی ہے۔ محبت نفس اسے کہتی ہے کہ یہاں خرچ کرو وہاں خرچ کرو اور آرام حاصل کرو۔ دنیوی لذتوں میں سے کچھ حصہ پاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ خرچ کرو تو یہ مراد نہیں ہوتی کہ نفس کی بتائی ہوئی راہ پر خرچ کرو۔ اور اسی طرح بعض دفعہ خاندان خرچ کرواتا ہے۔ بعض جاہل اور نا سمجھ لوگ خاندان کی جھوٹی عزت کی خاطر ناقابل برداشت قرض اُٹھا لیتے ہیں۔ اور برادری کو خوش کرنے کے لئے اسراف کر رہے ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ خرچ کرو۔ مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ اس چیز سے جو ہم نے تمہیں دی ہے تو ہمارا یہ مطلب ہے کہ اس راہ میں خرچ کرو۔ جو تمہاری برادری تمہیں بتاتی ہے۔ اسی طرح خود ہی تکبر نمائش کا احساس خرچ کی بعض راہیں بتاتا ہے۔ تو ان کے اوپر خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کا مطالبہ نہیں اس آیت میں یہ فرمایا کہ جب ہم کہتے ہیں کہ خرچ کرو تو اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ فی سبیل اللہ خرچ کرو۔ ان راہوں پر خرچ کرو جو ہم نے متعین کی ہیں

اور جن کی نشاندہی ہم نے کی ہے۔

جو آیت شروع میں میں نے پڑھی تھی کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔

اس میں ایک تیسرا مضمون بیان ہوا ہے

اور اس میں ہمیں یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ جب قرآن کریم کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ تعلیم ایسی ہے کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ میں تدریجی ترقیات کی طرف اشارہ ہے اور اس کی وجہ بھی بتائی گئی ہے کہ اگر تم اپنی قربانیوں میں بتدریج اضافہ کرتے چلے جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ کی کامل نیکی کو حاصل کر سکو گے۔ اگر ایسا نہیں کرو گے۔ تو نیکی کو تو [illegible] کر لو گے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب تو تمہیں دے گا۔ مگر یہ ثواب نچلے درجہ کا ہوگا۔ کامل نیکی نہیں کہلائے گا۔ پس یہاں یہ فرمایا [illegible] کہ جس چیز سے تم محبت کرتے ہو اور جس کے چھوڑنے اور قربان کرنے پر تم تکلیف محسوس کرتے ہو، اس کو خرچ کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ایک شخص جو سالہا سال سے اپنی آمد کا سولہواں حصہ جماعت کے کاموں کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا چلا آ رہا ہے۔ یہ خرچ اس کے بجٹ کا ایک حصہ بن گیا ہے۔ اور یہ ایسی رقم نہیں رہی۔ کہ جس کے خرچ پر اس کو یہ احساس ہوا کہ اگر میں یہ رقم خرچ نہ کرتا۔ تو فلاں فلاں چیز خرید سکتا۔ دنیوی فائدہ حاصل کرتا۔ تو مِمَّا تُحِبُّوْنَ میں یہ اشارہ کیا کہ اس

انفاق میں ترقی کرتے چلے جاؤ

جب سولہویں حصہ کی عادت پڑ جائے تو پھر (اللہ تعالیٰ نے خود امام وقت کو سکھایا ہے) تحریک جدید کا مطالبہ ہو جائے گا تاکہ تمہیں وہ مال جو تم خرچ کرو محبوب مال

معلوم ہو اس کی عادت نہ پڑ چکی ہو بلکہ خرچ کرتے ہوئے تمہیں دکھ کا احساس ہو تم کہو کہ یہ مال میں خرچ کر رہا ہوں لیکن اس کے نتیجہ میں میری فلاں ضرورت پوری نہیں ہوگی۔ اور یہ سوچو کہ فلاں ضرورت کیا اگر کوئی بھی ضرورت پوری نہ ہو اور میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے تو میں خرچ کرتا چلا جاؤں گا اس وقت تمہارا خرچ مِمَّا تُحِبُّوْنَ میں سے ہوگا۔ پھر جب اس کی بھی عادت پڑ جائے گی۔ وقف جدید کی تحریک شروع کر دی جائے گی۔ جب اس کی عادت پڑ جائے گی فضل عمر فاؤنڈیشن سامنے آ جائے گی۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو تو وصیت کی طرف انسان کی توجہ جائے گی کہ سولہواں حصہ تو میں دیتا چلا آیا ہوں اور سولہواں حصہ دینے سے مجھے یہ احساس نہیں باقی رہا کہ میں نے اپنے محبوب مال میں سے کچھ دیا ہے کیونکہ اس انفاق کی تو مجھے عادت پڑ گئی ہے۔ اس واسطے آؤ اب وصیت کریں اور

اللہ تعالیٰ کی رضا

کو اس کی خوشنودی کو اس کے فضل کی نعمتوں کو پہلے سے زیادہ حاصل کریں۔

پھر وصیت میں تو سات درجے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھے ہیں۔ جب دسویں حصے کی عادت پڑ جائے تو نواں حصہ دینا شروع کر دو۔ جب نواں حصہ دینے کی عادت پڑ جائے تو ساتواں حصہ دینا شروع کر دو۔ تیسرے حصہ تک اس طرح کرتے جاؤ۔ اگر کسی وقت تمہیں یہ احساس ہو کہ جو تمہاری پہلی قربانیاں ہیں وہ طبیعت اور عادت کا ایک جزو بن گئی ہیں۔ اور مِمَّا تُحِبُّوْنَ والی بات نہیں رہی تو ہدایت کی راہ نما ستہ آگے سے آگے لے جانے کا راستہ اس آیت میں دکھایا گیا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اور اس سے

ہمیں پتہ لگتا ہے کہ جب قرآن کریم کے شروع میں ہمیں بتایا گیا تھا هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یہ کتاب۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ یہ تو ایک مثال ہے۔ بیسیوں مثالیں ایسی ہیں کہ تقویٰ کے کسی ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومن اور متقی کو کھڑا نہیں رہنے دیتا بلکہ اس کے دل میں ایک جوش اور ایک جذبہ پیدا کرتا ہے کہ جب اس سے مزید ترقی کی راہیں کھلی ہیں۔ جب

اللہ تعالیٰ کی محبت کے مزید جلوے

میں دیکھ سکتا ہوں تو کیوں میں یہاں ٹھہر رہوں مجھے آگے بڑھنا چاہیئے۔

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ میں ہر دو قسم کے مومن شامل ہیں۔ ایک وہ جو اپنی فطرتی استعداد کے مطابق ایک جگہ ٹھہرنا پسند نہیں کرتے اور آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر فضل کرتا ہے اور نئی سے نئی راہیں ان پر کھولتا چلا جاتا ہے اور ایک وہ لوگ ہیں جن کی استعداد یں یا جن کی ایمانی حالت اس قسم کی ہوتی ہے کہ وہ فرائض کو ادا کرتے ہوئے بھی کوفت محسوس کرتے ہیں۔ فرائض کی ادائیگی بھی ان کی عادت کا ان کی فطرت کا ان کی طبیعت کا ایک جزو نہیں بنتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی فضل کرتے ہوئے کہا کہ تمہیں بھی ہم مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ سے خرچ کرنے والوں میں شمار کریں گے یعنی ان لوگوں میں جو قربانی اور ایثار کے جذبے کو رکھتے ہوئے اپنے مال کو یا دوسری اللہ تعالیٰ کی عطایا کو زکوٰۃ وغیرہ میں خرچ کرتے ہیں۔ کیونکہ تم اقتصادی حالات کی وجہ سے ابھی تک سولہواں حصہ دینے میں تکلیف محسوس کرتے ہو۔ اور جو مال دیتے ہو اس کو چھوڑنے کے لئے تمہارا نفس بشاشت سے تیار نہیں ہوتا۔ اس منصوبہ مال کے ساتھ بھی تمہاری محبت بڑی شدید ہوتی ہے اس طرح تم سچی قربانی دے رہے ہو میری راہ میں اس لئے میں تمہیں ثواب دوں گا۔

ایسے لوگوں کو اور دوسروں کو بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ

ہمارا مالی سال ختم ہونے کو ہے

قریباً اڑھائی ماہ گذر رہے ہیں۔ اور اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ سال اس وقت تک صدر انجمن احمدیہ کی جو وصولی ہوئی تھی اس کے مقابلہ میں قریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ زائد رقم وصول ہو چکی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں ہم اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو اس کی توفیق دی، لیکن جو بجٹ آپ نے منظوری میں پاس کیا تھا اس کے مقابلہ میں ابھی ڈیڑھ دو لاکھ کی کمی ہے۔ اس کمی کو ہم نے ان اڑھائی ماہ میں پورا کرنا ہے جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ اس کی طرف فوری توجہ دیں اور کوشش کریں کہ جیسا کہ گذشتہ کئی سال سے ایسا ہوتا چلا آرہا ہے ہماری آمد بجٹ سے زیادہ ہو جائے کم نہ رہے۔ گذشتہ سال بھی بجٹ سے کہیں بڑھ گئی تھی، پہلی اس سے پہلے سال بھی اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جماعت کو بڑی مالی قربانیوں کی توفیق عطا کی ہے۔ اور دوسری قسم کی قربانیوں کی بھی ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی حفاظت میں ہمیشہ رکھے گا اور شیطان کا کوئی وسوسہ ہمارے خلاف کامیاب نہ ہوگا

دوسری مالی قربانی جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ فضل عمر فاؤنڈیشن ہے۔ ۱۵ ۴/۶۸ تک فضل عمر فاؤنڈیشن کے اندرون ملک کے وعدے ستائیس لاکھ انہتر ہزار چار سو بائیس (۲۷،۶۹،۴۲۲ روپے) اور غیر ممالک کے وعدے آٹھ لاکھ نواسی ہزار نو سو پچاسی روپے (۸،۸۹،۹۸۵ روپے) یعنی قریباً نو لاکھ ہوا۔

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا دوسرا سال

جون کے آخر میں ختم ہو رہا ہے یکم جولائی کو تیسرا سال شروع ہو جائے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وعدوں میں اضافہ نہ ہو تو جون کے آخر تک اندرون ملک سے قریباً ساڑھے اٹھارہ لاکھ روپے کی رقم جمع ہو جانی چاہیئے۔ اور غیر ممالک سے قریباً چھ لاکھ روپے کی رقم جمع ہو جانی چاہیئے۔ لیکن ساڑھے اٹھارہ لاکھ روپے کے مقابلہ میں اس وقت تک یعنی ۱۵ ۴/۶۸ تک صرف بارہ لاکھ تیرہ ہزار نو سو چھیانوے (۱۲،۱۳،۹۹۶ روپے) کی وصولی ہوئی ہے اور بیرون ممالک سے چھ لاکھ کی بجائے قریباً چار لاکھ وصولی ہوئی ہے۔ وہاں سے دو لاکھ روپیہ اور وصول ہونا چاہیئے جون کے آخر تک قریباً سوا چھ لاکھ روپیہ اندرون ملک میں وصول ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے

ہمارے خاندان کو یہ توفیق بخشی ہے

محض اپنے فضل سے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کا ایک لاکھ روپے کا وعدہ ہوا تھا اس کی دوسری قسط پوری پوری ادا ہو چکی ہے الحمد للہ۔ اسی طرح بڑی پھوپھی جان نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ جو ہماری چھوٹی پھوپھی جان ہیں ان کی طرف سے بھی قسط کے مطابق اپنے حصہ رسدی کا ۱/۳ کے وصول ہو چکی ہے۔ اسی طرح اور بہت سے دوست ہیں جنہوں نے اپنے وعدے ادا کر دیئے ہیں لیکن دوسرے سال کے بجٹ میں سے یعنی ۹ لاکھ میں سے صرف تین لاکھ کچھ کی وصولی ہوئی ہے اور چھ لاکھ کی وصولی باقی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جماعتیں اس عرصہ میں جو اڑھائی ماہ کا عرصہ باقی ہے۔ صدر انجمن کے مالی سال کا، اس میں لازمی چندے صدر انجمن احمدیہ کے جو ہیں ان کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں لیکن جماعتوں کو یہ چاہیئے کہ ان چندوں پر زور دینے کے علاوہ یہ بھی خیال رکھیں کہ جماعت کا مالی سال ختم ہونے کے بعد فضل عمر فاؤنڈیشن کے وعدوں کی وصولی کے لئے صرف دو ماہ باقی رہ جائیں گے اور ابھی چھ لاکھ روپیہ وصول ہونے والا ہے

تو ہم نے ایک پاک نفس کی محبت پر مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت پر مال کی محبت کو قربان کرنے کا وعدہ کیا تھا اور اس طرح مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کے مطابق خرچ کرنے والوں میں شامل ہوئے تھے مگر اللہ تعالیٰ صرف وعدوں کو نہیں دیکھتا، صرف زبانی باتوں کے نتیجہ میں ہم اس کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ عمل صالح ہمارے اعتقاد، اور ہمارے وعدوں، اور ہمارے دعووں کی تصدیق نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہمارے وعدوں اور نیک اعمال کو بلند نہ کرے تو اللہ تعالیٰ تک اس کی رضا کے حصول کے لئے وہی وعدہ، وہی دعویٰ پہنچ سکتا ہے جس کے پیچھے عمل بھی اس کی تصدیق کرنے والا ہو۔ پس

دوستوں کو چاہیئے

کہ وہ اپنی اس محبت پر داغ نہ لگائیں جو محبت حقیقتاً ان کے دلوں میں اپنے محبوب مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے۔ اور وقت کے اندر اندر دو تہائی نہیں بلکہ اس سے زیادہ رقوم فضل عمر فاؤنڈیشن کی مد میں جمع کر دیں تاوہ کام جلد سے جلد شروع ہو سکیں جن کاموں کے لئے فضل عمر فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل ۸ ۵/۶۸)

مدرسہ احمدیہ میں نئے سال کا داخلہ

احباب جماعت توجہ فرمائیں

جماعت کی تبلیغی و تعلیمی ضروریات پورا کرنے کے لئے قادیان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے مدرسہ احمدیہ جاری ہے۔ خدا کے فضل سے اس دینی درسگاہ نے قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے اسے پورا کرنے کے لئے احباب جماعت ہندوستان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خدمت سلسلہ کے پیش نظر مدرسہ احمدیہ کے داخلہ کے لئے مرکز میں بھیجیں۔ پہلی جماعت کا داخلہ عنقریب شروع ہو رہا ہے اس سلسلہ میں داخلہ فارم نظارت ہذا سے ۱۰ مارچ ۶۸ء تک حاصل کر کے مکمل خانہ پری کے بعد یکم اپریل ۶۸ء تک نظارت ہذا کو پہنچ جانا چاہیئے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں۔

۱۔ بچہ کی تعلیم کم از کم مڈل اسٹینڈرڈ تک ہونی لازمی ہے

۲۔ بچہ اردو زبان بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو۔

۳۔ نیز قرآن کریم ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ:۔ صدر انجمن احمدیہ کی جانب سے امسال سات وظائف بھی مقرر ہیں جو طالب علم کی ذہنی و اخلاقی و اقتصادی حالت مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔ خواہشمند احباب تاریخ مقررہ تک فارم داخلہ پُر کر کے نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہندوستانی احباب جماعت بھی اپنے بجٹ کو بروقت پورا کرنے کی طرف خاص توجہ دیں (بدر)

مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپکی کامیابی

از محترم مولوی خورشید احمد صاحب انور مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

آج سے پونا صدی پہلے جبکہ ہر سو کفر والحاد کی حکمرانی تھی۔ مذہب کی حقیقت بالکل گم ہو چکی تھی اور مذہب کی طرف منسوب ہونے والے عموماً مذہب کو بدصورت شکل میں پیش کر رہے تھے۔ خود مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ اسلام صرف نام کا رہ گیا تھا، قرآن کریم کی حیثیت صرف الفاظ تک محدود ہو چکی تھی۔ مساجد بظاہر آباد مگر نور ہدایت سے ویران اور خالی تھیں اور علماء دین زمین کی بدترین مخلوق میں شمار کئے جاتے تھے۔ چاروں طرف سے اسلام دشمنوں کے نرغہ میں تھا۔ امت مرحومہ کی اس زبوں حالی اور بے سروسامانی کا اندازہ مولانا ابوالکلام آزاد جنہیں مسلمانوں کی طرف سے امام الہند کا خطاب دیا گیا تھا کے درج ذیل الفاظ سے کیا جا سکتا ہے کہ:-

"آہ! ہم بہت سو چکے اور غفلت و سرشاری کی انتہا ہو چکی۔ اپنے خالق سے ہمیشہ غرور کیا لیکن مخلوق کے سامنے کبھی بھی فروتنی سے نہ شرمائے۔ ...... ہم نے اپنی تمام خوبیاں گنوا دیں اور دنیا کی مغضوب قوموں کی تمام برائیاں لے لیں ......" (دعوت عمل صفحہ ۱۰)

اسی طرح مشہور قومی لیڈر مولانا ظفر علی خان نے مسلمانوں کی ذلت و ادبار کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا کہ:-

"جب سے ہم نے خالق جل شانہ سے رشتہ عبودیت توڑا۔ کفران و ناسپاسی کو اپنا شعار بنایا۔ حدود اللہ سے تجاوز کیا۔ ذلت و رسوائی کی چادر ہمیں اُڑھا دی گئی۔ پستی نے عظمت کی جگہ لے لی۔ حریف تنزل، وادبار نے ہمارے عساکر دولت و عظمت کو منہزم کیا اور ہم دنیا میں ایسے ذلیل و رسوا ہو گئے جس طرح یہود مغضوب و ذلت اور رسوائی کے کوچہ میں سرگرداں ہیں۔"

(اخبار زمیندار ۷ر جون ۱۹۲۵ء)

غرضیکہ کشتی اسلام ہر طرف سے مخالفت کے تھپیڑوں میں .... نشانہ بنی ہوئی تھی ایسے ہی مایوس کن اور نامساعد حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کو "جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء" کی شان عطا فرمائی۔ دین اسلام کی اس بے سروسامانی اور مسلمانوں کی اس کس مپرسی کو دیکھ کر اسلام کا یہ فدائی اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عاشق صادق میدان کارزار میں مردانہ وار کود پڑا۔ آپ نے قادیان جیسی گمنام اور غیر معروف بستی سے یہ صدا بلند کی کہ:-

"اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق و مغرب میں آباد ہو۔ میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال و تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا یہ ثبوت ملا ہے کہ اُس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔"

اسی طرح آپ نے دوسری جگہ نہایت تحدی سے فرمایا کہ:-

"آؤ میں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے اور اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔"

آپ کی اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ تمام مذاہب میں ایک عجیب سی بے چینی اور کھلبلی مچ گئی ہر طرف سے مخالفت کا شور بلند ہوا۔ تمام معاندین حق رسمعہم نے الکفر ملۃ واحدۃ کے تحت اکٹھے ہو کر آپ کے خلاف ایک طوفان مشورش برپا کی اور تو اور مسلمان جو کچھا عرصہ پہلے آسمان پر اپنی نگاہیں جمائے ہوئے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے منتظر تھے آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ علماء کی طرف سے آپ پر کفر کے فتوے لگائے گئے اور ہر طرح کی مخالفت و ایذا رسانی کی کوششیں کی گئیں۔ مگر ان تمام تر مخالفتوں کے باوجود آپ کے پایۂ ثبات میں قطعاً لرزش واقع نہ ہوئی۔ ایسے ہی ناموافق و نامساعد حالات میں اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر ۱۸۹۷ء میں آپ نے یہ عظیم اور مہتمم بالشان پیشگوئی شائع فرمائی کہ:-

"اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جب سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا ...... عنقریب زمانہ قریب ہے کہ ہوگی ...... تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں گی ...... آسمانی حربہ کہ وہ نہیں ٹوٹے گا نہ کند ہوگا۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ رہے گا نہ کوئی مصنوعی خدا اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

(تذکرہ صفحہ ۲۳۹)

اسی طرح ۱۹۰۶ء میں وحی الٰہی کی بنا پر آپ نے ایک اور پیشگوئی شائع فرمائی کہ:-

"خدا نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل و نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ کر لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔"

(تذکرہ صفحہ ۵۹۷)

ایک ایسے زمانہ میں جو اپنے اندر انتہائی مایوسی اور ناکامی کا خوف رکھتا ہو اس قسم کی عظیم اور مہتمم بالشان پیشگوئی کر دینا اس بات کا روشن اور واضح ثبوت ہے کہ یہ خدائی آواز تھی نہ کہ انسانی۔ چنانچہ آج اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے پورے ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک پورے ہوتے چلے جائیں گے۔ جو کہ اس نے اپنے محبوب بندے سے کئے۔ یہ آپ ہی کی قوت قدسیہ اور علم کلام کی تاثیر ہے کہ آج احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی روشن شعاعیں جہاں افریقہ کے تپتے ہوئے ریگزاروں میں بسنے والوں کو منور کر رہی ہیں وہاں عیسائیت کے گڑھ اور کفر و الحاد کے قلعہ یورپ کی بلند و بالا عمارتیں بھی اس کے نور سے جلوہ فگن ہو رہی ہیں۔ یہی وہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ تھی جس کا آغاز ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو مقدس اور بابرکت دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ......

(باقی صفحہ ۸ پر)

بمبئی میں ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کا جلسہ

(اور)

احمدی مبلغ کی تقریر

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ایک لمبے وقفے کے بعد ۲ مارچ ۱۹۶۸ء کو پھر بمبئی میں ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کا جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسے کو خطاب کرنے کے لئے مسٹر ڈگلس سابق ڈائرکٹر خود تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ کی تقاریر کا عنوان تھا۔ دوسرے مذاہب میں خدا کے کام۔ اس عنوان کے ماتحت ہر مقرر کو یہ بتانا تھا کہ ان کے مذہب میں دوسرے مذاہب یا دوسری اقوام کے متعلق کیا تعلیم دی گئی ہے۔

اس عنوان پر مجھے بھی اظہار خیال کی دعوت دی گئی تھی۔ پہلی تقریر جناب ڈگلس صاحب کی ہوئی۔ نہایت صاف و شستہ اردو میں ساتھ ہی وہ خود اس کا انگریزی ترجمہ کرتے جاتے تھے۔ انہوں نے نئے عہد نامے کے حوالے سے یہ ثابت کیا کہ مسیحیت کا پیغام عالمگیر پیغام ہے۔ پطرس اور رومیوں کی آیات پڑھ کر سنائیں۔ تقریر اچھی اور دلپذیر تھی۔

دوسری اور آخری تقریر میری تھی جس میں نے دوسرے مذاہب و اقوام کے متعلق اسلام کے عقیدہ و عمل کا ذکر کیا اور بہ التزام اس بات کا اہتمام کیا کہ ہر بات قرآن کریم سے کہوں۔

میں نے تقریر کا آغاز سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت سے کیا یعنی الحمد للہ رب العالمین پھر سورۃ فاتحہ کی دعا پڑھی یعنی اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیات میں مذاہب اور پیشوایان مذاہب کے متعلق اسلام کا عجیب اجمالی تصور پیش کیا ہے۔

قرآن مجید کی اگلی سورۃ جس کا نام بقرہ ہے۔ اس میں اس تعلیم کی کچھ زیادہ وضاحت کی گئی ہے۔ اس سورہ کے پہلے اور آخری رکوع میں صحف سماویہ اور رسولوں کے متعلق وہ تعلیم دی گئی ہے جس پر اسلام کے "ایمان مجمل" کی بنیاد ہے ان دونوں آیات کے ذریعہ قرآن مجید نے اپنے پڑھنے والوں میں یہ شعور پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ کسی مذہب یا کسی قوم کی تحقیر نہ کرے نحن ابناء اللہ واحباءہ کا نعرہ نہ لگائے اور تہذیب و ثقافت سے خوشہ چینی کرنے کے لئے تیار رہے۔

قرآن کریم نے یہی تعلیم دوسری آیات میں زیادہ واضح رنگ میں بیان کی ہے وہ سلسلۂ رسالت کے متعلق کہتا ہے کہ

ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت

یعنی خدا کے رسول دنیا کی تمام قوموں میں آ چکے ہیں یہی مضمون اور دو آیات میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

پھر وہ نوح۔ ابراہیم اور موسیٰ کے نام لے کر معین رنگ میں کہتا ہے کہ ان تمام پیغمبروں کی تعلیمات قرآنی تعلیمات کے مطابق تھیں۔ تمام متعلقہ آیات پڑھ پڑھ کر سنایا گیا۔

پھر اس کا خلاصہ اس طرح بتایا کہ اسلام نے عقیدے کے رنگ میں اس بات کی تعلیم دی ہے کہ خدا اخلاقی اور روحانی طور پر تمام اقوام عالم کو اس طرح نواز چکا ہے جس طرح وہ مسلمانوں کو نواز رہا ہے۔ یہ کہہ کر اسلام نے تمام قوموں کا باہمی احترام قائم کیا ہے۔ اور ہر تہذیب و ثقافت کو قابل قدر بتایا ہے۔ وہ تہذیب جس کی قدر صدیوں سے لاکھوں انسانوں کے دل میں چلی آتی ہو جا سے ہم چراغ نبوت کے اقتباسات کہتے ہیں

اس کے بعد میں نے اسلام کے عقیدۂ مساوات کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس تعلیم کے ذریعہ اسلام نے بنی نوع انسان کو طبقاتی کشمکش سے نجات دلائی ہے۔ اس پر قرآن کریم کی آیات اور اسلامی روایات سے استشہاد کیا۔

ان دونوں اسلامی تعلیمات کی ضروری وضاحت کرنے کے بعد میں نے سامعین کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام جو مذاہب عالم یا کم عمر کا مذہب کہلاتا ہے اس نے ان تمام کوتاہیوں کی تلافی کر دی۔ جو زمانہ ماحول یا اہل مذاہب کی کوتاہ اندیشی کے باعث ان میں پائی جا چکی تھی اور خدا کا پیغام عالمی اور بین الاقوامی معیار پر پیش کیا۔ اس نے مذاہب کی بھی قدر کی اور اہل مذاہب کی بھی پھر تعلیم مساوات کے ذریعہ تمام انسانوں میں خواہ وہ گورے ہوں یا کالے صرف انسانی شعور ہی پیدا نہیں کیا۔ بلکہ ان کو انسانیت کا حق بھی دلا دیا۔

اس کے بعد میں نے مسٹر ڈگلس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے بھی مسیحیت کو ایک عالمی پیغام کہا ہے۔ مگر پطرس اور رومیوں کے حوالے سے۔ یسوع مسیح کا کوئی قول پیش نہیں کیا لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے وہ صرف قرآن مجید کے حوالوں سے کہا ہے۔

حاضرین میں اکثریت انگریزی دانوں کی تھی۔ اس لئے مسٹر ڈگلس سے مخاطبہ میری تقریر کا انگریزی میں ترجمہ کرتے گئے پادری کامیٹ بوخدمات کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ انہوں نے بھی یہ تسلیم کیا میرا اشارہ مسٹر ڈگلس کی طرف رہا۔ یسوع مسیح کے قول سے یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ ان کا پیغام تمام اقوام و ملل کے لئے تھا مجھے امید ہے کہ جب کبھی میسر ہو یسوع مسیح کا یہ قول دکھایا جائے گا۔

جہاں تک میرا علم ہے وہ یہ ہے کہ جناب یسوع مسیح صرف بنی اسرائیل کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اور انہوں نے کبھی کسی غیر اسرائیلی کے سامنے نبوت پیش نہیں کی۔ البتہ ان کی وفات کے بعد مسیح کے پیغام اور تعلیم کے متعلق دو مدارس فکر پیدا ہو گئے۔ ایک مدرسہ فکر کا قول تھا کہ مسیحیت کو عالمی شکل دینی چاہیئے۔ اس گروہ کے قائد پولوس رسول تھے مسیحیت کی ابتدائی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ پطرس اس گروہ میں نہیں تھے اور پولوس و پطرس کا تنازع پولوس ہی کی تحریک میں دیکھا ہو اور دونوں ہم خیال ہو گئے ہوں۔ اس خیال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ پطرس نے بھی زندگی کا آخری حصہ پولوس کی طرح روم میں گذرا۔ اور غالباً غیر اسرائیلیوں ہی کو دعوت مسیحیت دیتے ہوئے انہوں نے بھی پولوس کی طرح جام شہادت نوش کیا۔ ویٹی کن سٹی کا چرچ جو پطرس کی طرف منسوب ہے۔ اور جس کے سبب سے بڑے مذہبی رہنما یعنی پوپ۔ آج بھی پطرس کے نام پر تمام عالم کو مسیحیت کا پیغام دیتے ہیں۔ یہ مسیحیت کی اصلاح یافتہ شکل ہو سکتی ہے۔ مگر توسیع پسندی کا یہ شوق جو آج مسیحیوں میں پایا جاتا ہے۔ خود یسوع مسیح کو یہ شوق نہیں تھا۔

ہم اناجیل اربعہ اور مسیحی تواریخ کا مطالعہ کر کے اس نتیجے پر پہنچے ہیں اور میرا خیال ہے کہ [illegible] ماحصل مطالعہ ہمارا تاریخ کی سچی شہادت ہے۔

اعلان برائے انتخابات جدید جماعت ہائے احمدیہ بھارت

چونکہ موجودہ عہدیداران جماعت کی میعاد عہدہ ۳۰ اپریل ۱۹۶۸ء کو ختم ہو رہی ہے اس لئے تمام جماعتوں کو لازم ہے کہ آئندہ تین سال کے لئے انتخاب کرا کر ۳۰ اپریل ۱۹۶۸ء سے قبل عہدیداران کی فہرستیں نظارت علیا میں بھجوا دیں۔ نئے عہدیداران یکم مئی ۱۹۶۸ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۷۱ء تک تین سال کے لئے منتخب کئے جائیں گے۔ اور ان کا انتخاب ان قواعد کے ماتحت ہو گا جو کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے منظور کردہ ریزولیوشن مشاورت نمبر ۱۳ غیر معمولی ریکارڈ ہو چکا ہے۔ جماعتوں کے پاس قواعد انتخاب پہلے موجود ہوں گے۔ پھر بھی اگر درکار ہوں تو بذریعہ پوسٹ کارڈ نظارت ہذا سے منگوائے جا سکتے ہیں۔ جملہ مبلغین کرام اور انسپکٹر صاحبان بیت المال بھی انتخاب کی طرف جماعتوں کو توجہ دلائیں۔ تا یہ کام بھی وقت پر ہو جائے اور اس کی منظوری بھی بروقت ہو جائے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

حضرت مسیح علیہ السّلام کی صلیبی موت

(اور)

مسلمانوں کا نقطۂ نگاہ

از مکرم سید غلام مصطفےٰ صاحب احمدی آف مظفر پور بہار

صوبہ بہار کے مشہور انگریزی اخبار روزنامہ "The Indian Nation" میں "صلیبی موت" مسلمانوں کا نقطۂ نگاہ" کے دوہرے عنوان کے ساتھ ایک عیسائی دوست کے جواب میں مکرم سید غلام مصطفےٰ صاحب احمدی آف مظفر پور کا ایک مدلل مضمون شائع ہوا ہے۔ قارئین "بدر" کی ضیافت طبع کے لئے اس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔ اس مضمون کو غیر مسلموں کے تعلیم یافتہ طبقہ نے بڑی دلچسپی سے مطالعہ کیا ہے۔ اور ان لوگوں میں اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے جستجو پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس کے متعلق سید صاحب موصوف کو بعض چٹھیاں بھی موصول ہو رہی ہیں جن میں مضمون کی اہمیت کا ذکر ہے اور where did Jesus die بھی طلب کی گئی ہے۔ صوبہ بہار کے انگریزی اخبارات میں ان دنوں مخالف و موافق متعدد مضامین [illegible] شائع ہو رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی پورا ہونے کا وقت بہت قریب آگیا ہے جبکہ کیا مسلمان اور کیا عیسائی عیسٰے علیہ السلام کے بجسدِ عنصری آسمان پر جانے کے عقیدہ سے توبہ کریں گے۔ تب ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ سو قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت۔ اس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

خاکسار عبدالحق فضل مبلغ انچارج صوبہ بہار

صلیبی موت! مسلمانوں کا نقطۂ نگاہ

جناب عالی!

آپ کے مؤقر اخبار مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۶۸ء میں ایک خط بعنوان crucifixion ڈے صاحب کا شائع ہوا ہے اس سے قبل ایک خط بتاریخ ۱۹۶۸/۱/۲۸ بال گوبند سہائے کا شائع ہو چکا ہے۔ موصوف نے ایک تاریخی تحقیق کا حوالہ دے کر یہ بتایا تھا کہ "یسوع مسیح حقیقت میں مرے نہیں تھے جس وقت ان کے جسم کو صلیب سے اتارا گیا تھا۔ مگر انہوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ اور فرمایا کہ اس کا بنیادی خیال چونکہ مسٹر ظفر اللہ خاں نے پیش کیا ہے۔ اور چونکہ وہ قادیانی ہیں اور قادیانی مسلمانوں میں ایک فیصدی بھی نہیں اس لئے یہ بات قابل توجہ نہیں"۔ تحقیق کے میدان میں ڈے صاحب کی یہ بات کتنی مضحکہ خیز ہے یہ اہلِ علم ہی سمجھ سکتے ہیں۔

ڈے صاحب فرماتے ہیں کہ یسوع مسیح کے صلیب پہ مرنے اور پھر زندہ ہو جانے کی نسبت انجیل یعنی نئے عہدنامے میں لکھا ہے۔ "چونکہ مسلمان اس کو "اہلِ کتاب" مانتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو یہ بات مان لینی چاہیئے حالانکہ جب انہوں نے . . .

. . . .

. . . . . ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو یہ دعوت دی ہے کہ وہ حق اور صداقت کی تلاش میں کوشاں ہوں تو [illegible] ایسی دلیل پیش کرنی چاہیئے تھی جو ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے قابل قبول ہو۔ مگر انہوں نے صرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے کہ وہ چونکہ بائیبل کو "اہل کتاب" مانتے ہیں اس لئے اس کو قبول کریں۔ غلطی سے انہوں نے "الکتاب" کی بجائے "اہل کتاب" لکھا ہے۔ اہلِ کتاب تو نئے اور پرانے عہدنامے کی پیروی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ ڈے صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمان اس کتاب کو "الکتاب" ضرور مانتے ہیں اس معنے میں کہ یہ صحیفے اپنے اپنے وقت میں خدا کی طرف سے نازل ہوئے تھے۔ مگر چونکہ وہ محرف و متبدل ہو چکے ہیں۔ بلکہ آئے دن ان میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے وہ مسلمانوں پر حجت نہیں۔ جیسا کہ قرآن نے صاف کہہ دیا ہے۔ "یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ (سورہ ۲ آیت ۷۹) پھر فرمایا یحرفون الکلم عن مواضعہ۔

[illegible] واقعات بھی ثابت کر رہے ہیں کہ جو قرآن نے کہا تھا وہ صحیح ہے۔ چنانچہ ایک سو برس کے اندر جتنے بھی ایڈیشن بائیبل کے نکلے ہیں ان میں باہم کئی جگہ اختلاف ہے۔ کہیں الفاظ بدل گئے ہیں کہیں آیت بدل گئی ہے یا غائب ہو گئی ہے البتہ قرآن مسلمانوں کے لئے حجت ہے اور یسوع مسیح کی صلیبی موت کے لئے اس نے صاف کہہ دیا ہے کہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناً (۴، ۱۵۷)

دیکھو یہ قرآن کا کیا معجزہ ہے کہ جب یہود اور عیسائی اپنے اپنے مطلب سے اس بات پر متفق تھے کہ یسوع مسیح صلیب پر فوت ہو گئے۔ اور کوئی تاریخی شہادت اس کے خلاف ظاہر نہیں ہوئی تھی اس نے اعلان کر دیا کہ یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ یہ سب (یعنی اہل کتاب) محض شک اور اندازے میں مبتلا رہیں۔ بے شک بعد کی تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ جو قرآن نے کہا تھا وہی ٹھیک تھا۔ مگر جس وقت اور جس حالت میں یہ بات کہی گئی تھی ایک معجزہ تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ قرآن کریم نے کہا کہ یہود اور نصاریٰ دونوں شک میں ہیں۔ اور اب بائیبل کو غور سے پڑھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ واقعی یہ دونوں شک میں مبتلا رہتے عیسائیوں کو یسوع مسیح کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے میں شک تھا۔ اور یہود کو ان کے صلیب پر مرنے میں شک تھا اس لئے وہ رومن حاکم کے پاس گئے کہ اس کی قبر پر پہرہ بٹھا دیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ صلیب کے صدمہ سے شفایاب ہو جائے اور اس کے ماننے والے کہتے پھریں کہ وہ مر کر زندہ ہو گیا۔

ڈے صاحب فرماتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انجیل نہیں پڑھی تھی۔ مخالفے میں شریک ہو کر انہوں نے اپنی کتاب سے (یعنی یہود و نصاریٰ سے) [illegible] کی باتیں سنی تھیں۔ ڈے صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا منبع علم یہود و نصاریٰ ہوتے تو وہ وہی کہتے جو یہود و نصاریٰ کا عقیدہ تھا کہ یسوع مسیح صلیب پر فوت ہو گئے۔" مگر خدا سے علم پا کر آپ نے وہ بات کہی جو ان کے عقیدہ کے الٹ تھی مگر تھی حقیقت کہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم۔ چونکہ بائیبل انسانی دست برد سے پاک نہ رہ سکی اور ایسے ہاتھوں میں رہی جن کا یہ عقیدہ بن گیا تھا کہ یسوع مسیح صلیب پر فوت ہو گئے تھے اس لئے پورے واقعات تو سامنے نہیں آسکے مگر چونکہ یہ حقیقت تھی کہ یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اس لئے اب بھی اس کی تائید میں شواہد بائیبل میں موجود ہیں کہ واقعی یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ عام طور پر یہ سمجھا گیا تھا کہ وہ صلیب پر فوت ہو گئے۔ صرف چند اشخاص ایسے تھے جن کو حقیقت حال کا علم تھا جو ان کے بچ جانے کی خدمت بجا لائے تھے۔ جیسا کہ ایک جگہ بائیبل میں لکھا ہے :-

"پس سپاہیوں نے آکر پہلے
اور دوسرے شخص کی ٹانگیں
توڑیں جو اس کے ساتھ
مصلوب ہوئے تھے لیکن
جب انہوں نے یسوع کے پاس
آکر دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اس
کی ٹانگیں نہ توڑیں۔ مگر ان میں
سے ایک سپاہی نے برچھے
سے اس کی پسلی چھیدی اور
فی الفور اس سے خون اور پانی
بہ نکلا۔"

(یوحنا ۱۹ ۳۲-۳۴)

اس سے بڑا ثبوت یسوع مسیح کے صلیب سے زندہ اتر آنے کا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ان کے جسم سے خون اور پانی نکلا کہیں مردہ جسم سے بھی خون اور پانی نکلتا ہے۔ غرض یسوع مسیح کو جب صلیب پر سے اتارا گیا تو وہ زندہ تھے۔ اور صلیب سے اتار لے جانے کے بعد روپوشی کے زمانے میں بھی جس کے متعلق [illegible] عقیدہ ہے کہ وہ تین دن تک [illegible] دوزخ کی سزا بھگتتا رہا [illegible] زندہ ہی تھے۔ جیسا کہ بائیبل میں لکھا ہے

"اور جب انہوں نے ان کی لاش نہ
پائی تو یہ کہتی ہوئی آئیں کہ ہم
نے رویا میں فرشتوں کو بھی
دیکھا انہوں نے کہا کہ وہ زندہ ہے"

(لوقا ۲۴ [illegible])

[illegible]

کو اس سے یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ بائیبل میں لکھا ہے "جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے۔" (استثناء ۲۱/۲۳)

ہمارے عیسائی دوست کہتے ہیں کہ وہ اس لئے صلیب پر مرا کہ مر کر اس کو دوزخ میں جانا تھا تا کہ گنہگاروں کا کفارہ ہو۔ اگر ایسی ہی بات تھی کہ دوسروں کو دوزخ سے بچانے کے لئے تو وہ یوں بھی دوزخ میں چلا جا سکتا تھا۔ صلیب پر مر کر دوزخ میں جانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر خدا کو یسوع مسیح کو دوزخ میں بھیجنا ضروری تھا اور اسی لئے خدا نے انسان بنا کر اس کو بھیجا تھا۔ اور یہی اس کی دنیاوی زندگی کا مقصد تھا تو وہ بخوشی صلیب پر چڑھ جاتا۔ مگر بائیبل سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح ہرگز ہرگز صلیب پر چڑھنا نہیں چاہتا تھا۔ بلکہ جب اس کو لوگوں کا ارادہ معلوم ہوا تو وہ چھپتا پھرا اور رات بھر گڑ گڑا کر خدا سے دعا کی کہ اے خدا یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے اور اپنے شاگردوں کو بھی تاکید کرتا رہا کہ دعا کرو مگر وہ لوگ سو گئے جیسا کہ لکھا ہے:۔

"تھوڑا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یہ دعا مانگی اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔" (متی ۲۶/۳۹)

پھر جب دعا کی قبولیت کے آثار نظر نہیں آتے تھے اور اس کو صلیب پر چڑھا دیا گیا تو اس نے خدا سے شکایت کی ایلی ایلی لما سبقتنی؟ یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ (متی ۲۷/۲۸)

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یسوع مسیح جانتے تھے کہ صلیب پر مرنا خدا سے دوری اور مہجوری کا ثبوت ہو گا۔

بہر حال ہمارے عیسائی دوستوں کو اصرار ہے کہ باوجود یسوع مسیح کی گریہ و زاری کے ساتھ دعا کرنے کے خدا نے اس کی نہیں سنی۔ مگر بائیبل میں لکھا ہے کہ خدا نے اس کی گریہ و زاری سنی اور اس کی موت یعنی صلیب کی لعنتی موت سے بچا لیا:۔

"اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی۔" (عبرانیوں ۵/۷)

خلاصہ یہ کہ یسوع مسیح زندہ صلیب پر سے اتر آیا تھا۔ اور وہ زندہ رہا اور اپنے شاگردوں سے ملا اور ان کو نصیحت اور ہدایت دے کر وہاں سے اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں وہاں سے ہجرت کر گیا۔ اور ایک سو برس کی پوری زندگی پا کر طبعی موت سے فوت ہوا۔

ناظرین کی آگاہی کے لئے عرض ہے کہ پھر وہ کہاں رہا اور کہاں دفن ہوا وہ کتاب where did Jesus die کا مطالعہ فرمائیں جو مجھ سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں ایک شہادت بھی ایسی انجیل سے نہیں مل سکتی ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ کسی نے ان کا مردہ جسم دیکھا ہو۔ اور اس کی تصدیق کی ہو کہ یہ مر گیا ہے۔

ڈے صاحب کی دوسری باتوں کو جو محض سنی سنائی معلوم ہوتی ہیں اس لئے نظر انداز کر دیا گیا ہے کہ وہ غیر متعلق ہیں۔ موضوع بحث یہ ہے کہ یسوع مسیح صلیب پر مرا یا نہیں۔

S. G. Mustfa ASHIANA
Jail Road
Muzaffarpur
(BIHAR)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت

(بقیہ صفحہ ۵)

سے دین اسلام کی خدمت کا بیڑا اٹھایا اور جس بلند مقام تک اسے پہنچایا اپنے تو اپنے غیروں نے بھی اس کا اعتراف کیا۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات حسرت آیات کے موقعہ پر مرزا حیرت دہلوی جیسے محقق بھی لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ:۔

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرے کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے سامنے زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے رد میں لکھی گئی ہیں۔ اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے گئے آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ آریہ نہایت بد تہذیبی سے اس کے پیشوایان اسلام یا اصول اسلام کو گالیاں دیں کوئی معقول جواب نہ اب تک دیا نہ دے سکتے ہیں۔" (اخبار کرزن گزٹ یکم جون ۱۹۰۸ء)

الغرض آپ نے دین اسلام کی برتری، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان، قرآن کریم کے علم و معارف اور اس کے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں جو عظیم الشان علم کلام اور بیش قیمت لٹریچر دنیا کے سامنے پیش کیا اس کے تفوق کا ایک زمانہ قائل ہے اور یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم حضورؑ کے پیش کردہ دلائل و براہین کو دنیا کی تشنہ روحوں تک پہنچائیں اور انہیں اسلام کے شیریں چشمہ سے فیضیاب کریں۔

بالآخر حضور علیہ السلام کے اپنے الفاظ تحریر کرتے ہوئے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں حضور جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔" (فتح اسلام)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے بنیں اور اس مشن کو پورا کر سکیں جو آپ لے کر آئے۔ آمین ثم آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک عظیم کارنامہ

(بقیہ صفحہ ۲)

تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے ہم علاج کریں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑیگا "تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بیخود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں۔ اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔" (کشتی نوح خورد صفحہ ۲۵ و ۲۶)

کیا ہی پیارا انداز ہے خدا تعالیٰ کے بے شمار احسانات اور اس کی رحمت بے پایاں کو یاد دلا کر انسان کے احساسات کو بیدار کیا۔ محبت الٰہی کی ایسی چنگاری کو ہوا دینے کی کوشش کی جو فطرت انسانی میں مرکوز تھی مگر دنیوی علائق کی راکھ کے نیچے دبی پڑی تھی۔!!

ذرا غور فرمایئے حضور کا یہ انداز حضرت نوح علیہ السلام کے انداز سے بہت کچھ ملتا ہے جو ان کی قوم خدائے یگانہ کے آستانہ چھوڑ کر معبود بتوں کے سامنے سجدہ ریز تھی اپنے لئے یہ حضرت نوح علیہ السلام نے جس انداز میں حق کی دعوت دی انہیں کے الفاظ میں سنیئے اپنے خدا کے حضور اپنی انتہائی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے

مخالفین احمدیت کا نارواروّیہ

مولوی محمد حنیف صاحب ندوی مدیر المنبر اور حکیم سکندر شاہ لائلپوری سے خطاب

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مکرمی حکیم عبدالرحیم صاحب مدیر المنبر لائلپور۔ ہم آپ کی خدمت میں یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ ہم کئی سال سے آپ کا المنبر مطالعہ کر رہے ہیں اور گاہے بگاہے آپ کی خدمت میں متنازعہ فیہ امور کے بارہ میں چٹھیاں لکھتے چلے آ رہے ہیں قریباً تیس پینتیس تک ان کی تعداد پہنچ چکی ہے۔ ہماری ایک چٹھی المنبر میں شائع کرنے کے سوا کبھی آپ نے ان کا جواب نہیں دیا۔ نہ بذریعہ چٹھی نہ بذریعہ المنبر۔ وہ تمام چٹھیاں اب تک لاجواب چلی آتی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کر رہے ہیں دھڑا دھڑ مضامین شائع کر رہے ہیں۔ ان کی غرض تحقیق حق نہیں۔ بلکہ کچھ اور ہے۔ ہماری جماعت کی طرف سے جو تردید کی جاتی ہے اسے آپ نظرانداز کر جاتے ہیں اور اس کا کچھ جواب نہیں دیتے۔ میں ایک دفعہ پہلے بھی آپ کی خدمت میں گذارش کر چکا ہوں کہ آپ جس قدر آپ کے لئے ممکن ہے ایڑی چوٹی کا زور لگالیں اور تمام طاغوتی طاقتوں کو جمع کر کے احمدیت اور سلسلہ کے مقابلہ پر آ دیں پھر دیکھیں کہ کس طرح آپ کو ذلت پر ذلت اور ناکامی پر ناکامی ہوتی ہے۔ اور آپ انی مھین من اراد اھانتک کے الہام کا شکار ہوتے ہیں۔ حضرت اقدس کا الہام ہے کہ

"ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری
ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں
اور تیرے نا کام رہنے کے درپے
اور تیرے نابود کرنے کے خیال
میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے
اور ناکامی اور نامرادی میں مریں
گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب
کرے گا اور تیری ساری مرادیں
تجھے دے گا۔"

(تذکرہ طبع اوّل صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰)

ہم نے عرض کیا تھا کہ اس الہام کو موٹا لکھ کر اپنے کمرہ میں دروازہ کے اوپر ایسی جگہ چسپاں کر دیں جہاں آپ کے اہل و عیال اور آپ اسے ہر وقت دیکھتے رہیں اور پھر اسباب کا انتظار کریں کہ آپ کی مخالفت کیا رنگ لاتی ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ آپ نے اس پر عمل کیا ہے یا نہیں۔

(۲)

گذشتہ چٹھی میں المنبر میں شائع شدہ مولوی محمد حنیف صاحب ندوی کی بعض باتوں سے متعلق کچھ عرض کیا تھا۔ آج کی قسط میں بھی ان کے "نفسیاتی جائزہ" کے بارہ میں کچھ عرض ہے مولوی محمد حنیف صاحب ندوی کی خدمت میں عرض ہے کہ ہمیں ان کی مولویت پر افسوس ہے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے لئے مجازی نبی اور ظلی نبی کے الفاظ کے استعمال میں تضاد و تناقض ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے انہوں نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے کیا آریہ اور عیسائی وہی کچھ قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کے اقوال و ارشادات کے متعلق نہیں کہتے۔ تضاد، تناقض۔ اختلاف الجھاؤ۔ تکرار اور [illegible] اہمال۔ سقوط بیہوشی۔ بدذوقی۔ بے ربطی۔ پراگندگی کیا کچھ منسوب نہیں کرتے۔ قد تشابہت قلوبھم۔ ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل۔

مولوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ مرزا صاحب کی کتب دیکھ کر ان کا دماغ بغاوت کرنے لگتا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ باغیوں کا اور کام ہی کیا ہے۔ کیا یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کے سامنے دعویٰ سنتے ہی سر تسلیم خم کر دیا تھا۔ ان کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھ لیا تھا یا انکی طرح "بغاوت" سے کام لیا تھا۔

مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب ایک طرف تو اپنے میں ایک وہم انحیاز سمجھنے [illegible] اور پھر اعتراضات [illegible] وہ خبر و انکساری کا [illegible] کہ ایک ادنیٰ و حقیر مسلمان ہیں۔ شکر ہے کہ مولوی صاحب کے منہ سے اتنا تو نکلا کہ حضرت اقدس حقیر مسلمان دکھائی دینے لگتے ہیں ورنہ ان کے [illegible] غیر بازی کرنے کے [illegible] ہوتا ہے کہ مولوی صاحب [illegible]

ذرا ملاحظہ فرمائیں قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کا ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے فاتبعونی یحببکم اللّٰہ کہ اے لوگو تم میری اطاعت کرو تو خدا تم سے محبت کرنے لگیگا اور دوسری طرف نعرۂ انا بشر مثلکم ہے۔ جو انتہائی عجز و انکسار کا حامل ہے کیا مولوی صاحب کا دماغ ان دونوں میں بھی تضاد و "تناقض" اور "بے تکا پن" قرار دینے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو کیوں؟

مولوی صاحب موصوف حضرت اقدس کے متعلق لکھتے ہیں کہ

" ان کا کمال یہ ہے کہ ان کے
باوجود یہ تضاد اور تناقض کو
بڑی حکمت سے باہم سمو دیتے
ہیں مثلاً ایک ہی وقت میں یہ بھی
کہتے ہیں کہ یہ غیر تشریعی اور ظلی
نبی ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں
کہ مجازی نبی ہیں حالانکہ ان دونوں
باتوں میں بڑا فرق ہے۔"

(المنبر مارچ صفحہ ۴۳)

وہ فرماتے ہیں کہ ظلی نبی تو بہرحال نبی ہے مگر مجازی نبی نہیں" مگر مرزا صاحب کا یہ اعجاز ہے کہ وہ ان دونوں باتوں کو اپنے میں جمع کر لیتے ہیں یہ بڑی حیرت کی بات ہے ان کے ذہن کا یہی الجھاؤ لاہوری و قادیانی تفریق کا ذمہ دار ہے"

مگر مولوی صاحب نے اپنی مولویت کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑا ہے۔ ان کو ظلی و مجازی میں تضاد نظر آتا ہے۔ بھینگے کو ہر طرف مرسول ہی نظر آتی ہے انہوں نے مجاز کے صرف وہی معنے سمجھ لئے ہیں جو ان کے کج دماغ میں سما گئے ہیں۔ وہ ذرا شرح تہذیب ہی کو نکالکر عرض ذاتی کی تعریف بالعرض [illegible] والی عبارت اور اس پر حاشیہ کو تو دیکھیں [illegible] اسے والا کا بخار معلوم ہو۔ اور پھر حقیقت و مجاز کی بحث دیکھیں [illegible] یہ دونوں چار [illegible] ہیں بعض اوقات ایک ہی چیز [illegible] سے حقیقت [illegible] دوسرے [illegible] کہلاتی ہے۔ مگر مولوی صاحب کی [illegible] کو تو حق سے عداوت ہے اس عداوت نے ان کا دماغ ماؤف کر دیا ہے۔

یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ متعین نہیں اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ حضرت اقدس کا دعویٰ بالکل صاف اور متعین ہے۔ حقیقی نبی سے مراد مستقل صاحب شریعت لیا جائے تو آپ کا دعویٰ مجازی نبی ہونے کا ہے۔ یعنی آپ مستقل اور صاحب شریعت نبی نہیں۔ اس کے ساتھ مشابہت ہے۔ ہاں حقیقی نبی سے مراد غیر صاحب شریعت [illegible]

. . . .

. . . .

اور غیر مستقل نبی ہو تو آپ کا دعویٰ ظلی نبوت کا ہے یعنی تابع و خادم نبی ہونے کا یعنی آپ کو نبوت آنحضرت صلعم کے واسطہ سے ملی ہے ایک لحاظ سے انکار نبوت ہے۔ اور دوسرے لحاظ سے اقرار نبوت ہے۔ کیونکہ نبوت دو قسم کی ہے [illegible] شریعت والی نبوت [illegible] غیر مستقل اور غیر شریعت والی نبوت۔

پس ظلی نبی اور مجازی نبی میں کوئی اختلاف اور تضاد نہیں [illegible] ایسے دو پہلو مد نظر ہیں جو ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں۔ یہ تضاد مولوی صاحب کے دماغ کی [illegible] ہے۔ آپ نے بیسیوں دفعہ تحریر فرمایا ہے کہ میں غیر مستقل غیر صاحب شریعت نبی ہوں جس کا نام ایک لحاظ سے ظلی نبوت ہے۔ اور ایک لحاظ سے مجازی نبوت ہے اس میں کونسا تضاد ہے اور کونسا الجھاؤ ہے اگر یہ تضاد و تناقض ہے تو کیا یہی تضاد و تناقض ہے جس کا کوئی جاہل مولوی [illegible] اور [illegible] محمل ابا احد من رجالکم اور [illegible] انہیں معصوم قرار دے اور اسے "بیچ دار باتیں" اور "تخیلات" قرار دے [illegible] اور عیسائیوں نے اور مدینہ کے یہود نے اگر آنحضرت صلعم کی بہترین [illegible] کا اعتراف نہ کیا تو ان کے مثیلوں سے کس طرح اس کی توقع کی جا سکتی ہے۔ پس مولوی صاحب موصوف کو چاہیئے کہ وہ ذرا ہوش قائم کر کے بات کیا کریں۔ اپنی پردہ دری نہ کرایا کریں۔ مولوی کہلا کر اس قدر بے ڈھنگا پن نہ دکھایا کریں وہ لاہوری و قادیانی [illegible] کو باعث [illegible] قرار دیتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] بقیہ صفحہ ۱۱ پر

پہلے قادیانی" بہ نعمت ہی کا ایک جزو رکھا اور اس وقت تک ان کے عقائد بعینہٖ وہی تھے جو اس وقت کے ربوی فرقہ کے ہیں"۔
اس پر اعتراف ہے کہ لاہوری گروہ کے افتراق کا سبب حضور کے دعووں کا تو نامزعومہ تضاد نہیں تھا۔ ہم مولوی صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ سنی شیعہ خوارج کا اختلاف قرآن کریم کے کسی تضاد کا باعث تھا۔ ذرا اپنی چارپائی کے نیچے سوٹی پھیر کر دیکھیں اور پھر ہوش و حواس قائم کر کے جواب دیں تو ہم بھی ان کو تسلیم کر لیں گے۔

(۳)

المنبر کے صفحہ ۲ پر پہلے کالم میں لکھا ہے کہ

"آج کی سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ امت کو اسلام کی بنیاد پر متحد کیا جائے"۔

گویا امت مسلمہ میں فرقہ واریت اور "گروہی عصبیت" کا اقرار ہے مگر اس کے بالمقابل دوسرے کالم میں اس کے خلاف یہ لکھا ہے کہ

"قادیانیت نام ہے نبوت کے نام پر ملت اسلامیہ کو ایک ایسے انتشار میں مبتلا کرنے کی تحریک کا جس میں مبتلا ہونے کے بعد یہ امت دوبارہ متحد نہ ہو سکے گی"۔ (المنبر ۳)

گویا افتراق امت کو تسلیم کرنے کے بعد یہ بتایا جا رہا ہے کہ امت مسلمہ متحد ہے جماعت احمدیہ کے سامنے اس کی متحدہ صفوں میں انتشار پیدا ہو رہا ہے اور ۲ ایک کروڑ روپے سالانہ سے زیادہ یہ قوم صرف کر رہی ہے۔ مغربی پاکستان میں ان کے باتنخواہ مبلغ اور تقریباً پانچ ہزار قادیانی جز وقتی مبلغ کی حیثیت سے مصروف ہیں"۔
گویا رونا یہ رویا جا رہا ہے کہ امت مسلمہ کامل طور پر متحد تو ہے مگر باوجود اس کامل اتحاد کے ساری امت مل کر بھی "قادیانیت" کے مقابلہ سے عاجز و درماندہ ہے مگر کوئی ہمیں بتائے کہ المنبر کی مذکورہ دونوں عبارتوں میں تناقض و تضاد کی بجائے کس قسم کا تطابق پایا جاتا ہے۔ مدیر المنبر ہی ذرا اس پر روشنی ڈالیں۔ جب منتشر پراگندہ امت مسلمہ کے اتحاد کا وہ ارادہ ظاہر کر رہے ہیں۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کی طرف سے انتشار پھیلانا کیا معنی ہے۔

(۴)

معمار امرتسری کے مضمون میں حضرت اقدس علیہ السلام کے استغراق و محویت کے واقعات کو دماغی فساد قرار دیتے ہوئے اس پر پھبتیاں اڑائی گئی ہیں۔ مگر یہ تو ایسی ہی ہے جیسا کہ مکہ والے آنحضرت صلعم کو مجنون قرار دیتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ کہ مخالفین انبیاء کی یہی عادت ہے کہ وہ انکی باتوں پر تمسخر اڑایا ہی کرتے ہیں۔ وہ تمسخر اڑانے والوں کا انجام دیکھیں گے۔ پھر فرماتا ہے وکذالک جعلنا لکل نبی عدوًا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورًا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسی طرح ہم ہر نبی کے لئے جن وانس میں سے شیاطین کو دشمن بنا کر کھڑا کر دیتے ہیں تاکہ وہ اپنا پورا زور لگا کر دیکھ لیں وہ دھوکہ دینے کی غرض سے باتیں بنا بنا کر ایک دوسرے کو ان کے خلاف اکساتے رہتے ہیں۔ مگر اپنے ارادوں اور منصوبوں میں ناکام و نامراد رہتے ہیں۔
حکیم عبدالرحیم صاحب! آپ کو اس بات کا اعتراف ہے کہ آپ لوگوں کی طرف سے مخالفت میں کھڑی ہونے والی پہاڑ دل جیسی مخلص شخصیتیں حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے ناکام و نامراد مرتی چلی آ رہی ہیں اور پھر بھی کچھ سبق حاصل نہیں کرتے صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔

(۵)

بادشاہ بحیثیت حکیم سکندر شاہ صاحب لائلپوری آپ نے [illegible] المنبر میں لکھتے تھے کہ میں حکماء ربوہ کو خطاب کرتا ہوں مگر وہ ساکت و صامت رہتے ہیں کچھ جواب نہیں دیتے۔ مگر جب آپ کو جوابات دیئے گئے تو آپ نے چپ کیوں سادھ لی اور رہنمائی آخری چٹھی کا جواب کیوں ارسال نہیں فرمایا؟ میدان میں نکلنا اور پھر پیٹھ پھیر کر فرار اختیار کر جانا کسی مرد کا کام نہیں۔ اگر آپ خط و کتابت سے گریز اختیار کر گئے ہیں۔ تو آپ سے اسی کی توقع تھی ہمیں تو بڑی خوشی ہوئی تھی کہ آپ نے خط و کتابت شروع کی ہے شاید تحقیق حق مدنظر ہو مگر ہماری یہ خوشی قائم نہ رہ سکی اور جلد ہی ختم ہو گئی خیر آپ کا گلہ تو جاتا رہا کہ کوئی آپ کو جواب نہیں دیتا ہم تو تحقیق حق کی خاطر ہی علم، تحمل، بردباری اور محبت و شفقت سے ہر وقت خدمت کیلئے حاضر ہیں۔

وہ دن آ گئے ہیں

جب ساری دنیا احمدیت کے ذریعہ اسلام میں داخل ہو گی!

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی جاری کردہ تحریک وقف جدید کو خدا تعالیٰ کے فضل سے گیارھواں سال شروع ہوئے تیسرا ماہ گذر رہا ہے۔ ابھی بھی پچیس فی صدی جماعتیں ایسی ہیں جن کے وعدے مرکز میں موصول نہیں ہوئے اس سلسلہ میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ

"میں اپنے لوگوں کو بار بار تحریک کرتا ہوں کہ وقف جدید کو مضبوط بنانا ضروری ہے لیکن اب تو کام کی وسعت کی وجہ سے اس کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے پس جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالوں میں ترقی دی ہے وہاں آپ کو سلسلہ کی ترقی کے لئے دل کھول کر چندہ دینا چاہیئے تا اللہ تعالیٰ سارے پاکستان و ہندوستان میں اسلام اور احمدیت کو پھیلا دے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دے کہ آپ وقت کی آواز کو سنیں اور کانوں میں روئی نہ ڈالے رکھیں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پے تصدیق من استادہ اند

آسمان کی آواز کو سنیں اور زمین کی آواز کو بھی سنیں اور آپ کو سرفرازی حاصل ہو یاد رکھو جو شخص وقت پر خدا کی آواز کو نہیں سنتا وہ بدبخت ہوتا ہے اور وہ دن آ گئے ہیں کہ جب ساری دنیا احمدیت کے ذریعہ اسلام میں داخل ہو گی۔ اگر ان میں آپ کا حصہ نہیں ہو گا تو کتنی بدبختی ہو گی۔

تبلیغ کرنا ہر احمدی کا فرض ہے نہ معلوم آپ اس میں کتنا حصہ لیتے ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں تبلیغ کا بڑا ذریعہ اشاعت دین کے لئے چندہ دینا ہے اس لئے آپ لوگوں کا فرض ہے کہ وقف جدید کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور جلد از جلد خطیب اور صدر صاحبان خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو سنا کر وعدے حاصل کر کے مرکز میں جلد ارسال فرما دیں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

— ولادت —

مورخہ ۱۶ ۲/۶۸ کو خاکسار کے ہاں پوتی لڑکی تولد ہوئی نام عطیہ بیگم تجویز کیا گیا۔ احباب سے درخواست ہے کہ عزیزہ کے نیک صالحہ قرۃ العین ہونے کے لئے دعا فرمائیں

خاکسار قریشی سعید احمد درویش قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال جنوبی ہند

از $\frac{۳}{۶۸}$ ۱۹ تا $\frac{۴}{۶۸}$ ۶

جملہ مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ بمبئی میسور کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال مورخہ $\frac{۳}{۶۸}$ ۱۹ سے $\frac{۴}{۶۸}$ ۶ تک مالی دورہ کرتے ہیں۔ جس میں وہ حسابات کی پڑتال چندہ جات کی وصولی کے علاوہ آئندہ مالی سال کا بجٹ بھی تشخیص فرمائینگے۔

امید ہے کہ عہدیداران مالی اور دیگر جملہ احباب ان سے کما حقہ، تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نام جماعت	رسیدگی	روانگی	قیام
۱ حیدرآباد	–	۱۹-۳-۶۸	–
۲ بمبئی	۲۰-۳-۶۸	۲۳-۳-۶۸	۳
۳ بلگام	۲۴-۳-۶۸	۲۵-۳-۶۸	۱
۴ بلندو سیاونت واڑی	۲۵-۳-۶۸	۲۶-۳-۶۸	۱
۵ منڈگوڈ	۲۶-۳-۶۸	۲۷-۳-۶۸	۱
۶ ہبلی دھارواڑ	۲۷-۳-۶۸	۲۹-۳-۶۸	۱
۷ شیموگہ	۲۹-۳-۶۸	۲-۴-۶۸	۳
۸ سوریب	۲-۴-۶۸	۲-۴-۶۸	½
۹ ساگرہ	۲-۴-۶۸	۳-۴-۶۸	۱
۱۰ شیموگہ	۳-۴-۶۸	۳-۴-۶۸	½
۱۱ سبنگلور	۴-۴-۶۸	۷-۴-۶۸	۳

دورہ تحریک جدید

تحریک جدید کے مالی معنہ کے متعلق دورہ کے لئے خاکسار ۱۸ رمارچ کو قادیان سے روانہ ہوکر ۲۰ رمارچ کو کلکتہ پہنچ رہا ہے۔ مغربی بنگال۔ اڑیسہ اور بہار کے صوبوں کا دورہ کرنا مقصود ہے۔ بمقام کیرنگ منعقد ہونے والے سالانہ جلسہ سے بھی استفادہ ہو سکے گا۔ بذریعہ خطوط جماعتوں کو انفرادًا معین تاریخوں سے اطلاع دی جائے گی۔ انشاءاللہ

اس دفعہ کا میزانیہ (بجٹ) دو سال قبل کی نسبت قریبًا ڈیڑھ گنا منظور ہوا ہے امید ہے کہ احباب کرام اس بارے میں اپنی ذمہ داریوں کا مزید احساس کرکے دلچسپی تعاون بڑھا کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ اور بزرگوں نے ان سے جو توقعات وابستہ کی ہیں۔ وہ ان سے بھی بڑھ کر انہیں پورا کریں گے۔

خاکسار ملک صلاح الدین
وکیل المال تحریک جدید قادیان

سات کی بجائے آٹھ

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم مارچ ۱۹۶۸ء سے موجودہ مہنگائی کے پیشِ نظر جبکہ ملک کے دیگر اخبارات نے بھی مجبور ہو کر اپنے اپنے اخبارات کی سالانہ شرح میں اضافہ کر دیا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری اور فیصلہ کے مطابق اخبار بدر کا سالانہ چندہ سات روپیہ کی بجائے آٹھ روپے کر دیا گیا ہے۔ آئندہ احباب -/۸ روپے سالانہ کے حساب سے رقم بھجواتے ہوئے چندہ اخبار بدر بھجوایا کریں۔

منیجر بدر

مالی سال کا آخر

عہدیداران کرام اور احباب جماعت فوری توجہ فرمائیں

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال قریبًا ڈیڑھ ماہ بعد ۳۰ راپریل کو ختم ہو رہا ہے۔

جماعتوں کے بجٹ لازمی چندہ جات اور ان کے مقابل پر جماعتوں کی طرف سے عرصہ دس ماہ میں جو وصولی ہوئی ہے اس کا جائزہ لینے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کی وصولی لازمی چندہ جات بجٹ کے مطابق نہیں ہوئی اور بعض جماعتوں کی طرف سے وصولی میں کافی کمی ہے اور کئی جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی وصولی بجٹ کے مقابل پر تا حال برائے نام ہوئی ہے۔

دوران سال میں عہدیداران مال کو ہر ماہ جماعتوں کے نسبتی بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے آگاہ کیا جاتا رہا ہے اور دیگر تحریکات کے ذریعہ بھی متواتر توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سالانہ اخراجات کی بنیاد جماعتوں کی طرف سے متوقع چندہ جات کی آمد پر رکھی جاتی ہے اور سلسلہ کی ضروریات کے ماتحت قرضہ لے کر بھی اخراجات کو جاری رکھنا پڑتا ہے اس امید پر کہ آخر مالی سال تک جماعتیں اپنے ذمہ کے واجبات ادا کر دیں گی۔ جو جماعتیں اپنے مالی فرض کی سو فی صدی ادا کرنے سے کوتاہی کرتی ہیں ان کی وجہ سے جو غیر معمولی زیر باری اور مشکلات کی صورت پیش آتی ہے اس کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں خصوصًا تقسیم ملک کے بعد ہمارے ذرائع آمد محدود ہو جانے کے باعث مرکز قادیان جس دور سے گذر رہا ہے اس میں احباب جماعت کی اپنے مالی فرائض سے معمولی عدم توجہ بھی غیر معمولی اور ناقابل تلافی اور مشکلات کا باعث بن سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

"جو شخص خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودا کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جوابدہ ہے اور جس قدر کمی رہتی ہے وہ اس کے نام بقایا ہے۔"

نیز فرمایا۔

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا میں خدا کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے مانگ رہا ہوں۔ اگر تم چندہ میں حصہ نہیں لوگے تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کے سامان کر دے گا مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ بن جاؤ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس موقعہ کو غنیمت سمجھو اور خدمت اسلام کے لئے اپنے مالوں کو قربان کر دو۔ جو شخص تکلیف اٹھا کر اس خدمت میں حصہ لے گا میں اس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعا کر چکے ہیں کہ

"اے خدا جو شخص تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل کر اور آفات و مصائب سے اسے محفوظ رکھ۔"

پس وہ شخص جو اس میں حصہ لے گا اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے بھی حصہ ملے گا اور میری دعاؤں سے بھی۔"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو مالی قربانی کے میدان میں ایسا قدم آگے بڑھانے کی سعادت بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

قادیان میں ریلوے جنرل منیجر کی آمد (بقیہ صفحہ اوّل)

کی چیکنگ کیا کرتا ہو۔ تو ریلوے خسارہ نہیں ہو سکتا۔

سردار ستوک سنگھ صاحب سابق پرنسپل خالصہ ہائر سیکنڈری سکول نے فرمایا کہ کالج و تعلیمی اداروں کے سٹوڈنٹس کی پاسوں کی چیکنگ ان اداروں کے سٹاف کو بھی کرتے رہنا چاہیئے کہ کوئی سٹوڈنٹ بے ٹکٹ سفر نہ کرے۔ اسی طرح اس امر کی بھی اصلاح کی جانی چاہئے کہ کارخانوں میں کام کرنے والے اور سرکاری ملازم بغیر ٹکٹ سفر نہ کریں۔ جناب لالہ ویدراج پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ کہ ریلوے کا محکمہ اپنے خسارہ کا موجب ہے۔ وہ بلا ٹکٹ سفر کرنے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور اس طرح کرایہ کی رقم ریلوے کے عملہ کی جیبوں میں چلی جاتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے خود اپنا بھی اسی قسم کا ایک واقعہ سنایا۔ شری رام پرکاش صاحب پربھاکر نے فرمایا کہ فوجی لحاظ سے بھی قادیان ریلوے کا قائم رکھنا ضروری ہے۔ یہاں اور نواحی دیہات کے اکثر فوجی نوجوان فوج میں ہیں۔ اور انہیں گھروں تک آنے کا ریلوے پاس ملتا ہے۔ اس طرح ایسے فوجیوں کو تکلیف کے علاوہ بے چینی اور اضطراب بھی پیدا ہوگا۔ اسی طرح ایک ریٹائرڈ ہونے والے صوبیدار میجر صاحب نے بھی اسی بات کی وضاحت کی کہ لائن فوجی نقطہ نگاہ سے ہرگز بند نہیں ہونی چاہیئے۔

ان سب عرضداشتوں کے جواب میں جناب سینئر ڈپٹی جنرل منیجر صاحب ناردرن ریلوے نے وضاحت فرمایا کہ یہ ریلوے لائن گورنمنٹ کی ہے اگر ریلوے کو خسارہ ہوتا ہے تو گورنمنٹ کو خسارہ ہے۔ حسب ایکسپنس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اس وقت تک گاڑی بند کرنے کی کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔ انہوں نے فرمایا کہ عرصہ ہوا ایک بار پہلے بھی اس کی آمد خسارہ میں جا رہی تھی۔ لیکن بعد میں کسی حد تک یہ کمی دور ہوگئی۔ اور آمدنی بڑھنے لگی۔ لیکن اب صورت زیادہ خراب ہے۔ اس لائن کے علاوہ بہت سی برانچ لائنیں بھی ہیں۔ اگر مجموعی طور پر بھی ریلوے کو گھاٹا نہ ہو۔ تو بھی کسی لائن کو بند کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ بہرحال صوبہ کی گورنمنٹ کی رپورٹ اور حالات کی روشنی میں کوئی فیصلہ ہو سکے گا۔ آخر میں جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور کالج والوں نے حاضرین کی چائے مٹھائی سے تواضع کی۔

کالج سے فارغ ہو کر جناب سینئر ڈپٹی جنرل منیجر صاحب احمدیہ ایریا میں تشریف لائے۔ ان کی آمد پر جماعت احمدیہ کے چیف سیکرٹری اور معزز عہدیداران نے ان کا سواگت کیا۔ اور ہار پہنائے۔ اور احمدیہ گیسٹ ہاؤس میں ان کے تشریف فرمانے کے بعد محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ، مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔ اے، مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے، مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی پر مشتمل وفد نے جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان کی اہمیت، اس کی انٹرنیشنل پوزیشن۔ ہولی شرائن کے اعتبار سے اس کی حیثیت۔ قادیان کی آئندہ ترقی پر جناب سینئر ڈپٹی جنرل منیجر صاحب کے سامنے روشنی ڈالی۔ اور یہ بھی بتایا کہ غیر ممالک سے اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے لوگ کثرت سے قادیان زیارت کے لئے اور جلسوں میں حصول برکت کی خاطر آتے ہیں۔ ریلوے کے بند ہونے کے باعث یقیناً ان کو تکلیف ہوگی۔ اور یہ بھی بتایا کہ فرسٹ، سیکنڈ کلاس اور دوسرے درجوں کے ٹکٹ امرتسر سے بنتے ہیں اور ریزرویشن بھی امرتسر سے ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ قادیان کی سواریاں ہوتی ہیں۔ چونکہ قادیان سے سیدھی ٹکٹ نہیں ملتی اور ریزرویشن نہیں ہوتی اس لئے بکنگ آمد میں ان کا شمار نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ ان کا شمار قادیان ریلوے کے بجٹ آمد میں ہونا چاہیئے جس سے انہوں نے اتفاق فرمایا۔ انکی خدمت میں قرآن کریم انگریزی، ہمارے بیرونی مشن انگریزی، تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک اور دوسرا لٹریچر پیش کیا گیا جس سے کافی متاثر ہوئے۔ انہیں یہ بھی بتایا گیا کہ تقسیم ملک سے پہلے اور بعد میں بھی ہندوستان کی بڑی بڑی شخصیتیں قادیان آتی رہتی ہیں جو قادیان کی انٹرنیشنل پوزیشن کی وجہ سے ہے۔

انہیں یہ بھی بتایا گیا۔ کہ قادیان نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دنیا میں شہرت کے لحاظ سے ممتاز حیثیت رکھتا ہے ان کی خدمت میں یہ بھی عرض کیا گیا کہ حکومتیں اپنی شہرت اور عزت کے لئے پبلسٹی پر لاکھوں روپیہ خرچ کر دیا کرتی ہیں تو قادیان ریلوے لائن قائم رکھنا خود حکومت ہند کی شہرت و عزت کا باعث ہے اسے بند کر دینے سے حکومت کی بدنامی ہوگی۔ اور علاقہ کی جنتا اور تمام دنیا کے احمدیوں کی بے چینی و پریشانی کا باعث ہوگا۔

ہندوستان کے مختلف صوبوں سے قادیان آکر یہاں کی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے والے سٹوڈنٹس بھی بعدد کافی تعداد میں ہیں۔ ان کے روبرو پیش کئے گئے جن سے جناب سینئر ڈپٹی جنرل منیجر صاحب نے ملاقات کی۔ اور ہر ایک سے دریافت کیا کہ وہ کس صوبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور صاحب موصوف اپنے صوبہ مدھیہ پردیش کے طالب علم سے بھی مل کر بہت خوش ہوئے۔ ملاقات کے اختتام پر ان کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔ اور اپنی شدید مصروفیات کی وجہ سے بہت مختصر قیام کے بعد بذریعہ کار واپس تشریف لے گئے۔ جناب سینئر ڈپٹی جنرل منیجر صاحب نے جماعت احمدیہ کے معززین کو یقین دلایا کہ جلدی میں کوئی قدم نہیں اٹھایا جائے گا۔

بلکہ پورے غور و پرداخت کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔ اور یقین دلایا کہ وہ تمام ضروری امور کو ریلوے منسٹری کے اعلیٰ ذمہ دار اراکین تک پہنچا دیں گے۔ تاکہ قادیان کی ریلوے لائن کے متعلق فیصلہ کرتے وقت ان باتوں کو مدنظر رکھا جائے۔

جماعت احمدیہ شکر گذار ہے کہ محکمہ ریلوے نے بٹالہ قادیان ریلوے لائن کے بارہ میں احمدیہ جماعت کے اراکین اور قادیان کے باشندوں و سوسائیٹیوں کی طرف سے بھیجے گئے محضرناموں پر ہمدردانہ توجہ دے کر جناب سینئر ڈپٹی جنرل منیجر صاحب ناردرن ریلوے کو بذات خود حالات کا جائزہ لینے کے لئے قادیان بھجوایا۔ اور جناب سینئر ڈپٹی جنرل منیجر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے پوری توجہ اور خندہ پیشانی سے قادیان کے باشندوں اور اداروں اور جماعت احمدیہ کے وفد کی معروضات کو سنا۔ اور اس بارہ میں یقین دلایا کہ جلدی میں کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ اور ایسی کوئی بات پیدا نہیں ہوگی جس سے یہاں کی جنتا کو پریشانی ہو۔

ہمیں یقین ہے کہ مرکزی حکومت کے ارباب حل و عقد اس ریلوے لائن کو جاری رکھنے کے لئے اپنے غور و فکر کو صرف مالی نفع و نقصان کی حد تک محدود نہیں رکھیں گے۔ بلکہ پبلک کے مفاد اور قادیان کی مذہبی اور بین الاقوامی حیثیت کو سامنے رکھتے ہوئے ملکی شہرت و نیک نامی کے وسیع تقاضوں کو بھی مدنظر رکھیں گے۔